10

مرقاۃ المفاتیح

شرح اردو

مشکوٰۃ المصابیح

للعلامہ الشیخ القاری علی بن سلطان محمد القاری

مترجم: مولانا راؤ محمد ندیم

مکتبۃ رحمانیۃ

مرقاۃ المفاتیح اردو

للعلامہ الشیخ القاری علی بن سلطان محمد القاری ھجری ۱۰۱۴

شرح

مشکوٰۃ المصابیح

للامام العلامۃ محمد بن عبداللہ الخطیب التبریزی المتوفی ۷۴۱

مترجم: مولانا راؤ محمد ندیم

جلد دہم

مکتبہ رحمانیہ
MAKTABA-E-REHMANIA
اقرأ سنٹر غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور
فون: 042-37224228-37355743

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

MAKTABA-E-REHMANIA

مکتبہ رحمانیہ

نام کتاب: ---------------- مرقاۃ المفاتیح اردو (جلد دہم)

مترجم: ---------------- مولانا راؤ محمد ندیم

ناشر: ---------------- مکتبہ رحمانیہ

مطبع: ---------------- لٹل سٹار پرنٹرز لاہور

استدعا

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے انسانی طاقت اور بساط کے مطابق کتابت' طباعت' تصحیح اور جلد سازی میں پوری پوری احتیاط کی گئی ہے۔
بشری تقاضے سے اگر کوئی غلطی نظر آئے یا صفحات درست نہ ہوں تو ازراہ کرم مطلع فرما دیں۔ ان شاء اللہ ازالہ کیا جائے گا۔ نشاندہی کے لیے ہم بے حد شکر گزار ہوں گے۔ (ادارہ)

سمندر کی وہ جانب مراد ہو جو یمن کی طرف ہے، اور یہ سمندر جزیرۂ عرب کی ایک جانب پھیلا ہوا ہے، اس کے بعد حضور علیہ السلام نے پہلے دو قولوں سے اضراب کر کے یقین کے ساتھ فرمایا: لابل هو من قبل المشرق ماهو۔

لا بل من قبل المشرق ما هو: "ما" زائدہ ہے، یا موصولہ بمعنی "الذی" ہے، ای "الجانب الذی هو فيه"۔
قاضی عیاضؒ فرماتے ہیں: "ما" یہاں زائدہ ہے، نافیہ نہیں ہے۔ اور مقصود یہ بتانا ہے، کہ وہ جگہ مشرق کی جانب ہے۔ علامہ تور پشتی رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ بھی احتمال ہے کہ یہ خبر ہو۔ ای "الذی هو فيه" (یعنی وہ جنس میں وہ ہے) او "الذی هو يخرج منه" (یعنی وہ جس سے وہ نکلے گا۔)

و اوما: دو ہمزوں کے ساتھ ہے۔

اشرفؒ فرماتے ہیں، کہ ممکن ہے کہ پہلے حضور علیہ السلام کو دجال کے ٹھکانے کے بارے میں شک ہو، اور آپ کا یہ خیال ہو، کہ ان تین جگہوں میں سے کسی ایک جگہ میں دجال رہتا ہے، چنانچہ اسی شک کے ساتھ جب آپ علیہ السلام نے بحر شام اور بحر یمن کا ذکر فرمایا، تو اسی وقت وحی کے ذریعے آپ کے یقین کے ساتھ معلوم ہو گیا، یا آپ کا ظن غالب ہو گیا کہ اس کا قید خانہ مشرق کی جانب ہے' اسی لئے پہلی دو جگہوں کی نفی فرمائی اور ان سے اعراض کر کے تیسری جگہ کی وضاحت کی۔

۵۴۸۳ : وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَاَيْتُنِي اللَّيْلَةَ عِنْدَ الْكَعْبَةِ فَرَاَيْتُ رَجُلًا اٰدَمَ كَاَحْسَنِ مَا اَنْتَ رَاءٍ مِنْ اُدْمِ الرِّجَالِ لَهُ لِمَّةٌ كَاَحْسَنِ مَا اَنْتَ رَاءٍ مِّنَ اللِّمَمِ قَدْ رَجَّلَهَا فَهِيَ تَقْطُرُ مَآءً مُتَّكِئًا عَلٰى عَوَاتِقِ رَجُلَيْنِ يَطُوْفُ بِالْبَيْتِ فَسَاَلْتُ مَنْ هٰذَا فَقَالُوْا هٰذَا الْمَسِيْحُ بْنُ مَرْيَمَ قَالَ ثُمَّ اِذَا اَنَا بِرَجُلٍ جَعْدٍ قَطَطٍ اَعْوَرِ الْعَيْنِ الْيُمْنٰى كَاَنَّ عَيْنَهُ عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ كَاَشْبَهِ مَنْ رَاَيْتُ مِنَ النَّاسِ بِابْنِ قَطَنٍ وَاضِعًا يَدَيْهِ عَلٰى مَنْكِبَيْ رَجُلَيْنِ يَطُوْفُ بِالْبَيْتِ فَسَاَلْتُ مَنْ هٰذَا فَقَالُوْا هٰذَا الْمَسِيْحُ الدَّجَّالُ (متفق عليه وفي رواية قال) فِي الدَّجَّالِ رَجُلٌ اَحْمَرُ جَسِيْمٌ جَعْدُ الرَّاْسِ اَعْوَرُ عَيْنِ الْيُمْنٰى اَقْرَبُ النَّاسِ بِهِ شَبَهًا ابْنُ قَطَنٍ وَذُكِرَ حَدِيْثُ اَبِيْ هُرَيْرَةَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا فِيْ بَابِ الْمَلَاحِمِ وَسَنَذْكُرُ حَدِيْثَ ابْنِ عُمَرَ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّاسِ فِيْ بَابِ قِصَّةِ ابْنِ صَيَّادٍ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ تَعَالٰى۔

أخرجه البخاري في صحيحه ٤٧٧/٦ حديث رقم ٣٤٤٠ ومسلم في صحيحه ١٥٤/١ حديث رقم (٢٧٣-١٦٩) ومالك في الموطأ ٩٢٠/٢ حديث رقم ٢ من كتاب صفة النبي ﷺ واحمد في المسند ١٥٤/٢۔

ترجمہ: "اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ (ایک روز) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "آج رات میں نے اپنے آپ کو (خواب میں یا کشف کی حالت میں) کعبہ کے نزدیک دیکھا' وہاں مجھ کو ایک ایسا گندمی رنگت والا شخص دکھائی دیا جو ایسے آدمی کی مانند تھا جس کو تم گندمی رنگ کا سب سے بہتر اور خوب صورت دیکھنے والے ہو' اس کے (سر پر) بہت بال ~~تھے~~ جو کاندھوں تک لٹکے ہوئے تھے اور بالوں کے اعتبار سے بھی وہ کسی ایسے

آدمی کی طرح تھا جیسے شخص کو تم ایسے بال رکھنے والوں میں سب سے خوبصورت دیکھتے ہو' اس شخص نے بالوں میں کنگھی بھی کر رکھی تھی اور بالوں سے پانی کے قطرے گر رہے تھے' وہ شخص دو آدمیوں کے کاندھوں پر ہاتھ رکھ کر کعبۃ اللہ کا طواف کر رہا تھا! میں نے (اس شخص کو دیکھ کر طواف کرنے والوں سے) پوچھا کہ یہ کون ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ یہ مسیح بن مریم ہیں! اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: پھر اچانک مجھے ایسا شخص دکھائی دیا جو گھنگریالے اور بہت کھڑے بالوں والا تھا' وہ داھنی آنکھ سے کانا تھا' ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جیسے اس کی آنکھ انگور کا ابھرا ہوا دانہ یا بے نور ہے' جن لوگوں کو میں نے دیکھا ہے ان میں سے وہ ابن قطن کے ساتھ زیادہ مشابہت رکھتا تھا' وہ شخص بھی دو آدمیوں کے کاندھوں پر ہاتھ رکھ کر کعبۃ اللہ کا طواف کر رہا تھا' میں نے اس کے بارے میں بھی پوچھا کہ یہ کون ہے؟ تو لوگوں نے جواب دیا کہ یہ مسیح دجال ہے''۔ (بخاری و مسلم) ایک اور روایت میں یوں نقل کیا گیا ہے کہ حضور ﷺ نے دجال کے متعلق فرمایا کہ ''وہ ایک ایسا شخص ہے جس کی رنگت سرخ ہے' سر کے بال گھنگریالے ہیں' داھنی آنکھ سے کانا ہے' لوگوں میں سے قطن کا بیٹا مشابہت کے لحاظ سے اس سے بہت قرب رکھتا ہے''۔ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث: لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی تَطْلَعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا فِيْ بَابِ الْمَلَاحِمِ میں ذکر کی جا چکی ہے نیز حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی اس روایت: قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّاسِ ...... کو ان شاء اللہ ہم ابن صیاد کے قصہ کے باب میں ذکر کریں گے۔

تشریح: قوله: رایتنی اللیلة عند...... هذا المسیح بن مریم:

اللیلة: اس سے گذشتہ رات مراد ہے، اگر یہ بات دن کے وقت کہی گئی ہے۔

عند الکعبة: فعل کیلئے ظرف ہے یا مفعول سے حال ہے۔ ای ''رأیت نفسی عند الکعبة'' ہے (یعنی میں نے اپنے آپ کو کعبہ کے پاس دیکھا۔)

آدم: مد کے ساتھ بمعنی أسمر (گندمی رنگ والا) ہے۔

''أدم'': ہمزہ کے ضمہ اور دال کے سکون کے ساتھ آدم کی جمع ہے، جیسا کہ ''حمر'' أحمر کی جمع ہے۔ (علی مافی النھایه)، اور بعض نسخوں میں جو دال کا ضمہ مذکور ہے، سو یہ کاتب کا سھو ہے۔

لمة: لام کے کسرہ اور میم کی تشدید کے ساتھ۔ ان بالوں کو کہا جاتا ہے، جو کان کی لو سے نیچے تک ہوں۔

اللمم: لام کے کسرہ اور پہلی میم کے فتحہ کے ساتھ۔ ''یہ لمة'' کی جمع ہے۔

تقطر ماء: شاید اس سے وہ پانی مراد ہے جس سے بالوں کو کنگھی کرنے سے پہلے گیلا کیا جاتا ہے، کیونکہ خشک بالوں میں کنگھی نہیں ہوسکتی، اور یہ بھی احتمال ہے کہ مزید پاکیزگی اور خوبصورتی سے کنایہ ہو۔

متکئا: یہ بمعنی ''معتمداً'' ہے ''رجلاً'' کے لئے دوسری صفت ہے، یا ''رجلاً'' سے حال ہے کیونکہ ''رجلا'' موصوف ہے اور ''آدم'' اس کی صفت ہے۔

عواتق: "عاتق" کی جمع ہے۔ عاتق کندھے کی وہ جگہ جہاں چادر رکھی جاتی ہے۔علامہ سیوطیؒ فرماتے ہیں: مونڈھے اور گردن کی درمیانی جگہ کو "عاتق" کہا جاتا ہے۔ یہاں ترکیب (یعنی اس ارشاد باری کی طرح ہے: ﴿**فقد صنعت قلوبكما**﴾ [تحریم: ٤] "تو تمہارے دل غافل ہو رہے ہیں" اور اس حدیث کی ترکیب (یعنی بھی اسی طرح ہے: جس میں "**انصاف ساقية**" آیا ہے۔

يطوف بالبيت: جملہ مستأنفہ ہے، یا حال ہے۔

فسألت: مفعول بہ محذوف ہے۔ یعنی طواف کرنے والوں سے یا فرشتوں سے پوچھا

من هذا: اس میں اسی اشارہ ہے کہ بعض اوقات بعض اشیاء کا کشف تو ہو جاتا ہے، لیکن کچھ خفاء رہ جاتا ہے۔

قوله: قال: ثم اذا أنا برجل جعد ...... هذا المسيح الدجال:

جعد: جیم کے فتحہ اور عین کے سکون کے ساتھ۔ گھونگریالے بالوں یا چھوٹے بالوں کو کہا جاتا ہے۔ (قاموس)

قطط: پہلی "طاء" مفتوح ہے اور کبھی اس کو مکسور بھی پڑھا جاتا ہے۔ قاموس میں لکھا ہے: **القط القصير الجعد من الرأس كا لقطط محركة:**

أعور: مضاف ہے اور مجرور ہے۔

طافية: میں فاء مکسور اور اس کے بعد یا ہے، اور ایک اور نسخے میں فاء کے بعد ہمزہ ہے۔

علامہ سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ "**طافية**" کو ہمزہ اور یاء دونوں کے ساتھ نقل کیا گیا ہے، اور اس کا معنی ہے وہ آنکھ جس کی بینائی ختم ہو گئی ہو، اور اکثر علماء نے اس کو صحیح قرار دیا ہے کہ وہ آنکھ جو اُبھری ہوئی ہو جیسا کہ انگور کا دانہ اُبھرا ہوا ہوتا ہے۔

قاضی عیاضؒ فرماتے ہیں کہ دجال کی دونوں آنکھوں میں عیب ہے اس کی داہنی آنکھ مٹی ہوئی ہوگی "**طافئة**"۔ ہمزہ کے ساتھ ہے۔ اور بائیں آنکھ موجود تو ہوگی مگر اُبھری ہوئی ہوگی، گویا کہ وہ ایک ستارہ ہے، اور یہ "**طافية**" یاء کے ساتھ ہے۔

كاشبه من رأيت: علامہ جزریؒ فرماتے ہیں: رأيت، بصیغہ متکلم و مخاطب دونوں طرح منقول ہے، اور یہی زیادہ واضح ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اکثر نسخوں میں یہ بصیغہ متکلم منقول ہے، اور مقام تشبیہ میں یہی خطاب عام کی نسبت زیادہ درست ہے۔ "**كأشبه**" میں کاف زائد ہے، اور تشبیہ میں مبالغہ کا فائدہ دے رہا ہے۔ ای "**هو اشبه من ابصرته من الناس بابن قطن**" (میں نے جن لوگوں کو دیکھا ہے ان میں سے دجال ابن قطن کے بہت زیادہ مشابہ تھا)۔

ابن قطن: قاف اور طاء دونوں مفتوح ہیں۔ ایک یہودی تھا۔ اور "**بابن**" جار مجرور "**أشبه**" کے متعلق ہے۔ اور اگلی روایت میں "**أقرب الناس به شبها ابن قطن**" کے الفاظ ہیں۔ ممکن ہے کہ وجہ شبہ اگلے اوصاف مذکورہ ہوں یا وجہ شبہ یہ ہو کہ ابن قطن کی آنکھ بھی اُبھری ہوئی تھی۔

واضعًا: یہ "**الدجال**" سے حال ہے۔

على منكبي رجلين: ان دو شخصوں سے بظاہر دجال کے وہ رفیق مراد ہیں، جو دجال کے باطل موقف کے لئے اس کی

اعانت کریں گے، جیسا کہ ان دو اشخاص جن کے کاندھے پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہاتھ رکھے ہوئے نظر آئیں گے سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مددگار اور رفیق ہوں، اور ممکن ہے وہ دونوں حضرات حضرت خضرؑ اور حضرت امام مہدیؑ ہوں۔

یطوف بالبیت:

اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے، کہ اس دربار سے کوئی بھی شخص مستغنی نہیں ہے۔ اور اسی در پر آ کر انسان اپنے مقاصد کو حاصل کر سکتا ہے۔ اور ارشاد ربانی: ﴿مثابة للناس﴾ [البقرة:١٢٥] اور (وہ وقت بھی قابل ذکر ہے کہ) جس وقت ہم نے خانہ کعبہ کو لوگوں کا مصد اور (مقام) امن (ہمیشہ سے (مقرر سے) رکھا۔ میں بھی اسی کی طرف اشارہ ہے۔ اسی وجہ سے زمانہ جاہلیت اور زمانہ بعثت دونوں میں کفار بیت اللہ کا طواف نہیں چھوڑتے تھے، اور آج بھی یہودیوں اور عیسائیوں کو یہ تمنا ہے کہ بیت اللہ کی زیارت کا اور اس کے ارد گرد طواف کرنے کا شرف حاصل کریں۔

علامہ تورپشتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دجال کے کافر ہونے کے باوجود بیت اللہ کا طواف کرے گا، اس کی تاویل یہ ہے کہ حضور علیہ السلام کا خواب مکاشفات میں سے تھا۔ اور حضور علیہ السلام کو کشف کے ذریعے یہ بات بتائی گئی، کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی اس حسین ہیئت کے ساتھ جس کے ساتھ آسمان سے نازل ہوئے تھے، دین کی حفاظت کرنے اور اس کی قوت قائم کرنے کیلئے مرکز دین کے ارد گرد رہیں گے، اور دجال اپنی اس بُری صورت کے ساتھ جس کے ساتھ وہ ظاہر ہوگا، دین میں فساد پھیلانے کی غرض سے مرکزِ دین کے ارد گرد رہے گا۔

ھذا المسیح الدجال:

علامہ تورپشتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دجال کا نام "مسیح" رکھنے کی جتنی وجوہات ہیں، ان میں سے میرے نزدیک سب سے راجح وجہ یہ ہے کہ دجال سے تمام بھلائیاں "مسح" کر دی گئی ہیں، پس یہ "مسیح الضلالة" (گمراہی کا مسیحا) ہے، جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے تمام برائیاں "مسح" کر دی گئی ہیں، اور وہ "مسیح الھدایہ" (ہدایت کا مسیحا) ہیں۔

کہا گیا ہے کہ حضرت عیسیٰ کی "مسیح" وجہ تسمیہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جس مریض کو بھی مسح کرتے تھے تو اس کو شفاء مل جاتی تھی۔

بقول بعض حضرت عیسیٰ اپنی ماں کے پیٹ سے دنیا میں اس حالت میں تشریف لائے کہ ان کے بدن پر تیل ملا ہوا تھا۔

رابع: بعض کا کہنا ہے، اس لئے کہ حضرت عیسیٰ زمین میں سفر فرماتے تھے۔

خامس: بعض کا کہنا یہ ہے کہ مسیح صدیق ہے، اور دجال کو مسیح اسلئے کہا جاتا ہے کہ اسکی ایک آنکھ مسح ہو گئی تھی، اُس سے دیکھ نہیں سکتا تھا اور کانے شخص کو مسیح کہا جاتا ہے۔ (انتہی)

دجال کو مسیح اسلئے کہا جاتا ہے کہ وہ چند ہی دنوں میں مکہ اور مدینہ کے علاوہ تمام روئے زمین کو مسح کرے گا۔ چنانچہ "مسیح" فعیل بمعنیٰ فاعل ہے۔ اور دجال کو "مسیح الدجال" اسلئے کہا جاتا ہے کہ وصف "مسیح" کا غالب استعمال حضرت عیسیٰؑ کیلئے ہوتا ہے۔ چنانچہ دجال کے وصف میں "مسیح" کے ساتھ لفظ "الدجال" لگا دیا جاتا ہے تاکہ حق و باطل میں تمیز ہو سکے۔

توضیح: کہا گیا ہے کہ اس حدیث کو امام مسلمؒ نے ''باب الاسراء'' میں بیان کیا ہے۔

قوله: وفی روایة...... ابن قطن:

رجل: یہ ''ھو'' مبتدا محذوف کی خبر ہے۔ ای ھو رجل۔

قوله: وسنذکر حدیث ابن عمر ....:

''ان شاء الله'' کا تعلق ''سنذکر'' کے ساتھ ہے۔

گویا کہ مؤلفؒ کی رائے یہ ہے کہ اس حدیث کو اس باب میں ذکر کرنا زیادہ مناسب ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

الفصل الثانی:

۵۴۸۴ : وَعَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ فِي حَدِيْثِ تَمِيْمٍ الدَّارِيِّ قَالَتْ قَالَ فَإِذَا اَنَا بِامْرَأَةٍ تَجُرُّ شَعْرَهَا قَالَ مَا اَنْتِ قَالَتْ اَنَا الْجَسَّاسَةُ اِذْهَبْ اِلٰى ذٰلِكَ الْقَصْرِ فَاَتَيْتُهُ فَإِذَا رَجُلٌ يَجُرُّ شَعْرَهُ مُسَلْسَلٌ فِي الْاَغْلَالِ يَنْزُوْ فِيْمَا بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ فَقُلْتُ مَنْ اَنْتَ قَالَ اَنَا الدَّجَّالُ . (رواہ ابوداود)

اخرجه ابو داؤد فی السنن ٥٩٩/٤ حدیث رقم ٤٣٢٥۔

ترجمہ: ''حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا نے تمیم داری سے منقول حدیث کے متعلق بیان فرمایا کہ تمیم داریؓ نے کہا کہ (جب میں جزیرہ میں پہنچا تو) اچانک میرا گزر ایک ایسی عورت کے پاس سے ہوا جو اپنے بالوں کو گھسیٹ کر چل رہی تھی۔ تمیمؓ نے پوچھا: تو کون ہے؟ اس نے جواب دیا کہ میں (دجال کیلئے) جاسوسی کرنے والی ہوں تم اس محل کے جانب چلے جاؤ! تمیمؓ کا بیان ہے کہ میں اس محل میں پہنچا تو اچانک ایسا آدمی دکھائی دیا ہے جو اپنے بالوں کو گھسیٹتا ہے۔ زنجیروں میں جکڑا ہوا ہے اور طوق پڑے ہوئے ہیں اور آسمان و زمین کے درمیان اچھل کود رہا ہے میں نے پوچھا کہ تو کون ہے؟ تو اس نے بتلایا کہ میں دجال ہوں''۔ (ابوداؤد)

تشریح: قال فاذا: فاعل کی ضمیر ''تمیم'' کی طرف لوٹ رہی ہے، اور ایک نسخے میں ''قالت'' ہے اور مطلب یہ ہے کہ حضرت فاطمہ بنت قیسؓ تمیم داریؓ سے نقل کرتے ہوئے فرماتی ہیں۔

فاذا انا بامرأة: گزشتہ حدیث ''فلقیتھم دابة اھلب'' کے الفاظ منقول ہیں۔ جبکہ اس حدیث میں ''فاذا انا بامرأة'' کے الفاظ منقول ہیں۔

کہا گیا ہے کہ ممکن ہے کہ دجال کے دو جاسوس ہوں۔ ایک جاسوس وہ دابہ اور دوسرا جاسوس یہ عورت ہو۔

اور یہ بھی احتمال ہے کہ جاسوس اصل میں شیطان ہو جو کبھی دابہ کی صورت میں ظاہر ہوتا ہو اور کبھی عورت کی صورت میں، کیونکہ شیطان کو مختلف شکلیں اختیار کرنے کی قدرت دی گئی ہے۔

اور یہ بھی احتمال ہے کہ (جاسوس تو عورت ہو مگر) عورت کو مجازاً ''دابہ'' سے تعبیر کیا گیا ہو۔ جیسا کہ ارشاد باری: ﴿اِنَّ شَرَّ